الزيادة والاحسان فی علوم القرآن

(منہج وخصوصیات)

منیبہ رضوی*

محمد فاروق حیدر**

قرآن کریم تا قیامت تمام زمانوں اور تمام بنی نوع انسان کے لیے مکمل ضابطۂ حیات اور رشد و ہدایت کا منبع و ماخذ ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وہ لاریب کتاب ہے جو ہر طرح کی کجی سے منزہ و برتر ہے جس کا نزول نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ بزرگ و برتر نے لیا اور نہ صرف اس کے الفاظ کو رسول اقدسؐ کے سینہ اطہر میں محفوظ فرمایا بلکہ آپؐ کی زبانی اجمال کی تفصیل، ابہام کی وضاحت اور قرآن کریم ہی کے بعض حصوں کی بعض دیگر حصوں سے تفسیر کروا کے اس کے معانی و مفاہیم کو بھی ہمیشہ کے لیے محفوظ فرما دیا۔ آپؐ کے بعد قرآن کریم کو پڑھنے پڑھانے، سیکھنے سکھانے اور اس کے علوم وفنون میں غور وخوص کرنے کی سنت آج تک امت مسلمہ میں جاری ہے۔

وقت کے تقاضوں کے پیش نظر قرآن کریم کی تفہیم میں سہولت و آسانی کی غرض سے ائمہ مسلمین نے اس مقدس کتاب میں غور وفکر اور تفکر و تدبر کے ذریعے بہت سے ایسے اصول وقواعد اور علوم وفنون وضع کیے ہیں جو علوم القرآن کے نام سے موسوم ہیں۔ تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ ہر دور میں دیگر علوم وفنون کی مانند علوم القرآن کے فن پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ جہاں علوم القرآن کے مختلف مباحث پر جداگانہ تالیفات رقم کی گئیں وہیں ایسی بہت سی کتب بھی منظر عام پر آئیں جن میں یکجا طور پر علوم القرآن کے مختلف مباحث کو جمع کیا گیا اسی طرز کی ایک اہم کتاب بارہویں صدی ہجری میں بھی تالیف کی گئی جس کا عنوان ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' ہے۔

''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' ایک جامع کتاب ہے جس میں پہلی مرتبہ علوم القرآن سے متعلق

---

* سکالر ایم۔فل، جی۔سی۔ یونیورسٹی لاہور پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، جی۔سی۔ یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

۱۵۴انواع کوموضوع بحث بنایا گیا ہے۔اس سے پہلے کسی بھی ماہرفن علوم القرآن نے اپنی کتاب میں اس قدر انواع کو بیان نہیں کیا یہ کتاب فوائد وقواعد کی جامع ہونے کے باوجود طویل عرصہ تک گوشہ گمنامی ہی میں رہی بعد ازاں ۲۰۰۶ء میں پہلی مرتبہ علماء کی ایک جماعت کی کاوشوں کی بدولت زیور طباعت سے آراستہ ہوکر اہل علم کے سامنے جلوہ گر ہوئی کتاب کے تعارف سے پہلے مولف کتاب کے مختصر احوال درج ذیل ہیں۔

ابن عقیلہ کے مختصر احوال

الزیادۃ و الاحسان کے مولف ابن عقیلہ کا پورا نام محمد بن احمد بن سعید بن مسعود اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔(۱) آپ دو القابات شمس الدین اور جمال الدین سے ملقب ہیں۔(۲) آپ کی پیدائش عرب کی مقدس سرزمین مکہ مکرمہ میں ہوئی۔(۳) اسی نسبت سے آپ کو ابن عقیلہ مکی کہا جاتا ہے۔

ابن عقیلہ نے مکہ کی مقدس سرزمین میں آنکھ کھولی اور تعلیم وتعلم کا آغاز بھی مکہ مکرمہ سے کیا۔اس دینی وعلمی مرکز سے وابستگی کے باعث آپ کی شخصیت میں نمایاں علمی جواہر پیدا ہوئے اور آپ نے علوم اصلیہ میں خاص مقام حاصل کیا۔ یہاں زندگی کے شب روز بسر کرتے ہوئے قرآن وحدیث کا عمیق مطالعہ کیا اور مکہ کے محدثین ومفسرین کی صف میں شامل ہو گئے۔اسلامی علوم وفنون کے حصول کے سلسلے میں آپ نے صرف مکہ کے علماء سے استفادہ نہ کیا بلکہ ان شیوخ کاملین سے بھی بھرپور فیض پانے کی سعی کی جو دیگر دیار وامصار سے خاص حج کے موقع پر حجاز مقدس میں جمع ہوتے۔ آپ نے اپنے وقت کے جید علماء سے علوم حاصل کئے جن میں حسن بن علی العجیمی (م:۱۱۱۳ھ) (۴) احمد الدمیاطی، معروف بہ البنا (م:۱۱۱۷ھ) (۵) محمد ابوالمواھب البعلی (م:۱۱۲۶ھ) (۶) احمد بن محمد النخلی (م:۱۱۳۰ھ) (۷) عبداللہ بن سالم البصری (م:۱۱۴۳ھ) (۸) اور الیاس الکردی (م:۱۱۳۸ھ) (۹) جیسے بزرگ علماء شامل ہیں۔(۱۰)

ابن عقیلہ نے زندگی کا بیشتر حصہ مکہ مکرمہ میں گذارا لیکن تعلیم وتدریس کے لیے دمشق، شام اور بغداد وغیرہ کی طرف بھی علمی اسفار کیے۔(۱۱) آپ متنوع علوم کے ماہر تھے۔تصوف سے بھی خاص شغف تھا اور اس سلسلہ میں آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔(۱۲) کثیر تعداد میں خلق خدا نے آپ سے فیض پایا جس کو مرادی نے یوں بیان کیا ہے۔

واخذ عنه خلائق لا يحصون۔(۱۳)

آپ کا وصال ۱۱۵۰ھ میں مقدس سرزمین حجاز مکہ مکرمہ میں ہوا۔(۱۴) آپ عابد وزاہد اور صوفیانہ صفات

کے حامل بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی حیات کے شب و روز درس و تدریس میں صرف کیے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب بھی تالیف کیں۔ جن میں الاحسان فی علوم القرآن (١٥) الجواهر المنظوم(١٦)الفوائد الجليلة فی مسلسلات عقيلة (١٧) عقد الجواهر فی سلاسل الاكابر (١٨) المواهب الجزيلة فی مرديات الفقير الى الله محمد بن احمد بن عقيله (١٩) نسخة الوجود فی الاخبار عن حال الموجود (٢٠) هدية الخلاق الى الصوفية فی سائر الافاق (٢١) قرة العين فی بيان ورد الخميس والاثنين (۲۲)ثبت صغير (٢٣)مولد شريف نبوی (٢٤) فقه القلوب و معراج الغيوب (٢٥) كشف الحوبة فی معانی النبوة (٢٦) القول النفيس فی جواب عن اسلة ابليس (٢٧) كتاب فی رحلة الى الشام والروم والعراق(۲۸) وغیرہ ہیں۔

کتاب کا اجمالی تعارف

''الزیادۃ والاحسان'' فن علوم القرآن پر ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب کا عنوان ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' کتاب کے مضامین سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔ جو مؤلف کی قلبی کیفیت اور علمی قابلیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کتاب میں فن علوم القرآن پر ہونے والے ماقبل کام پر گرانقدر اضافہ کیا گیا ہے۔

کتاب کا منہج واسلوب

کسی بھی کتاب کے بارے میں جاننے کے لیے اس کے منہج واسلوب سے آشنائی ضروری ہے۔ کتاب کا منہج مولف کی ذہنی صلاحیتوں اور علمی استعداد کے پردے چاک کرتا ہے اور اس کے اسلوب سے مصنف کی تحریری قابلیت اجاگر ہوتی ہے۔ ذیل میں کتاب کے منہج واسلوب کا جائزہ پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کے سبب تالیف پر بھی نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ اس کتاب کی وجہ تالیف کیا ہے۔ اس موضوع پر پہلے سے بہت سی مفید کتب ہونے کے باوجود مصنف نے کن مقاصد و وجوہات اور کس پس منظر کے تحت قلم اٹھایا اور مؤلف کے نزدیک اس کام کی اہمیت کیا ہے۔ ابن عقیلہ اپنے اس کام کی بابت فرماتے ہیں:

> ''پس میں نے جب علامہ سیوطی کی کتاب الاتقان کو دیکھا جس کے مرتبہ اور فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں وہ عمدہ مفاہیم وعلوم موجود ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں پائے جاتے تو میں نے ان کے منہج واسلوب میں پناہ لینے کی کوشش کی اور چاہا کہ میں بھی ان جیسی ایک کتاب تخلیق کروں، پس میں نے یہ کتاب شروع کی اور اس میں شامل کیا جو کچھ الاتقان میں تھا اور مسائل کے

ضمن میں الاتقان پر اس کے مثل اضافہ کر دیا اور بے شمار باریک انواع کو اختراع کیا اور اس میں بے شمار فوائد ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ اگر اس کی فصول بنائی جائیں تو ۴۰۰ انواع ہو جائیں اور اس کا نام میں نے الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن رکھا ہے۔'' (۲۹)

سبب تالیف میں خود مؤلف نے اپنے کام کی کافی حد تک وضاحت کر دی ہے۔ بلاشبہ اپنی اس کتاب میں ابن عقیلہ نے الاتقان کے منہج و اسلوب کو بھی اپنایا ہے لیکن ساتھ ساتھ آپ کے اپنے طرز و انداز کی انفرادیت بھی نمایاں ہے۔ آپ نے الاتقان میں بیان کردہ انواع کو بھی اپنی کتاب میں موضوع بنایا ہے اور ان کے علاوہ بہت سی ایسی نئی انواع کو بھی زیر بحث لائے جن کو الاتقان میں علیحدہ بیان نہیں کیا گیا۔ اس کتاب میں مؤلف نے کل ۱۵۴ انواع کو موضوع بحث بنایا ہے اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ الاتقان پر اس کے مثل اضافہ کیا گیا ہے کیونکہ الاتقان میں علامہ سیوطی نے ۸۰ انواع علوم القرآن سے بحث کی ہے۔ الزیادۃ والاحسان کے منہج و اسلوب کے اہم پہلوؤں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' فن علوم القرآن کے متنوع مضامین کی جامع کتاب ہے۔ کتاب میں مؤلف نے نہ تو ابواب بندی کی ہے اور نہ ہی فصول بندی کا باقاعدہ اہتمام نظر آتا ہے بلکہ تمام کی تمام انواع کو ایک خاص ترتیب میں بیان کر دیا ہے۔ انواع کی اس ترتیب میں خاص ربط کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ تمام انواع مضامین کی مناسبت سے باہم مربوط اور منسلک نظر آتی ہیں۔ انواع کے طرزِ بیان میں بھی تنوع ہے۔ مباحث کے بیان میں موقع محل کے مناسب تنبیہات اور فوائد وغیرہ کے ذیل میں اہم امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کتاب میں بعض مقامات پر متعارض روایات کو بھی جمع کیا گیا ہے۔ اکثر ان اختلافی روایات کو درج کرنے کے بعد ان میں جمع و تطبیق کا انداز اپنایا ہے اور کبھی فقط اختلافی روایات کو نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور اپنی رائے کو دخل نہیں دیا۔ اسی طرح جس قول سے مؤلف نے اختلاف کیا ہے وہاں اس کا رد نہایت شائستگی سے کیا ہے۔ بعض مقامات پر اس قول کے رد میں منطقی طرز اپنایا ہے اور اپنی رائے کی تائید میں دلیل پیش کی ہے۔ اکثر اپنی رائے اور مؤقف کی تائید میں ابن عقیلہ نے دیگر علماء کے اقوال بھی پیش کیے ہیں اور ان اقوال کے بیان میں یوں ربط و تسلسل برقرار رکھا ہے کہ اقوال کی کثرت عبارت میں نقص کا موجب نہیں بنی۔ کتاب کی انواع سے ابن عقیلہ کے اسلوب تحریر کے مختلف پہلوؤں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

''قرآن کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں'' یہ کتاب کی ساتویں نوع ہے اور اس کا عنوان ''علم

نزول القرآن من اللوح المحفوظ الی السماء الدنیاء" (۳۰) ہے۔اس نوع میں قرآن کریم کے لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں اتارے جانے کی بابت چار اختلافی اقوال نقل کیے ہیں۔ابن عقیلہ نے قول اول کو راجح مانا ہے جو یہ ہے۔

"وهو الاصحح والاشهر، أنه نزل الى السماء الدنيا ليلة القدر جملة واحدة، ثم نزل بعد ذلك منجماً فى عشرين سنة، أوثلاث وعشرين، أوخمس وعشرين، على حسب الاختلاف فى مدة إقامته صلى الله عليه وسلم بمكة بعدالبعثة۔" (۳۱)

ابن عقیلہ کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک ماہر فلسفی بھی تھے۔آپ کی شخصیت کا یہ فلسفیانہ رنگ اکثر انواع علوم القرآن میں بھی جھلکتا محسوس ہوتا ہے۔مثلاً کتاب کی نوع "علم معنى نزوله و انزاله وتنزيله" (۳۲) میں تنبیہ کے ضمن میں ایک ذیلی عنوان "انزال القرآن على ثلاثة اقسام" (۳۳) قائم کیا ہے۔اس میں انزال کی تین اقسام کو فلسفیانہ انداز میں بیان کیا ہے۔فرماتے ہیں:

انزال کی تین اقسام ہیں۔منجانب اللہ سبحانہ تعالیٰ فرشتے کی طرف انزال اور اس کا انزال لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اور اس کا انزال آسمان دنیا سے قلب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

پھر فرماتے ہیں۔

ومعنى الانزال فى كل من هذه المعانى متحقق فى الآخرين على الحقيقة فان موضع اللوح اعلى من السماء الدنيا، فصدق عليه النزول، والسماء الدنيا اعلى من الارض، فصدق عليه النزول بالمعنى اللغوى، بقى المعنى الاول وهو ان الجهة مستحيلة فى حقه سبحانه وتعالىٰ۔" (٣٤)

یعنی جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہت سے پاک ہے اور اس کے لیے کوئی بھی جہت قائم کرنا محال ہے تو نزول کیسے ہوگا۔

اس بارے میں فرماتے ہیں: میرے علم میں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں انزال کو مجازی معانی پر محمول کیا جائے گا اور یہ کہ موجودات اپنی حیثیت کے اعتبار سے دو قسم کے ہیں:

هى قسمان: واجب وهو الله سبحانه وتعالىٰ وممكن وهو ما سواه، ورتبة الواجب سبحانه وتعالىٰ اعلىٰ، فنزول القرآن من الايجاب إلى ظهور الامكان نزول رتبى، فانه

بعد ان کان ظهوره عندالحق سبحانه 'ليس ظاهراً فى الامكان، ثم نزل من عالم الوجوب وظهر فى عالم الامكان فصدق عليه النزول۔" (۳۵)

کتاب میں البرہان اور الاتقان کے اسلوب نگارش کی پیروی بھی کی گئی ہے۔ مثلاً کوئی نئی بحث شروع کرنے سے پہلے اس نوع کا ترتیب نمبر اور پھر اس نوع کا عنوان بیان کرتے ہیں جیسے:

"النوع الاول: علم حقيقة القرآن ما هو۔" (۳۶)

"النوع الرابع عشر: علم المكى والمدنى۔ (۳۷)

اسی طرح کسی بات کی وضاحت وتفہیم کے لیے سوال و جواب کا طرز و انداز بھی اس کتاب میں جا بجا نظر آتا ہے۔ ابن عقیلہ کسی اہم بات کی طرف قاری کو متوجہ کرنے کے لیے اس بارے میں پہلے خود سے ایک سوال تراشتے ہیں اس کے بعد اس کا جواب پیش کرتے ہیں۔ ایسے سوالات کے جوابات میں کبھی تو اختصار اور کبھی تفصیل کو اپنایا ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

کتاب کی نوع "علم صفة حال النبى ﷺ" (۳۸) میں نزول وحی کے وقت آپؐ کی کیفیات کو بیان کیا ہے۔ مختلف کیفیات کو بیان کرنے کے بعد ابن عقیلہ نے اس نوع کے مضامین کی مناسبت سے ایک سوال یوں پیش کیا ہے۔

"فان قلت: هل يحصل له من تلك الشدة والثقل ألم؟ ام لا؟ " (۳۹)

پس اگر تو کہے: کیا اس شدت اور بوجھ (وحی کی شدت و بوجھ) سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ظاہر تو یہ ہے کہ نزول وحی کی شدت و مشقت تو جسم اطہر پر ہوتی تھی جہاں تک روح کا تعلق ہے تو روح تو حصول وحی کی لذت اور اس کے سماع کی خوشی میں مشقت اور کرب سے بے نیاز ہوتی تھی، واللہ اعلم۔ (۴۰)

کتاب کی نوع علم مشترک ومؤول کے اختتام پر بھی اسی طرز پر سوال و جواب کو یوں بیان کیا ہے۔

هل يجوز استعمال المشترك فى كلا المعنين مثلاً اذا احتمل الكلام ذلك؟ (۴۱)

کیا جب مشترک کے دو معنوں کا احتمال موجود ہو تو دونوں معانی کو کلام میں استعمال کرنا جائز ہے؟ فرماتے ہیں:

المنقول عن الحنفية منع ذلك وعن الشافعيه جواز ذلك والله اعلم (۴۲)

یعنی احناف کے نزدیک ایسا جائز نہیں اور شوافع اس کے جواز کے قائل ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

انواع کے آغاز وابتداء میں متنوع اسلوب

کتاب میں ابن عقیلہ نے ۱۵۴ انواع کو ایک ہی طرز وانداز میں بیان نہیں کیا بلکہ ہر نوع کے آغاز وابتداء میں خاص تنوع نظر آتا ہے۔ انواع کو مضامین کی مناسبت سے منفرد انداز میں بیان کیا گیا ہے جس کا مشاہدہ کتاب میں کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے اندازِ بیان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

کتاب میں بہت سی انواع ایسی ہیں جن کا آغاز اس متعلقہ مضمون کے تعارف سے کیا ہے۔ یہ منہج عمومی طور پر ایسی مباحث میں اپنایا گیا ہے جن کا تعلق اصولی مباحث سے ہے۔ مثلاً

خاص وعام کی بحث کی ابتداء ''العام'' کی تعریف سے کی ہے۔

العام، لفظ يتناول افراداً متفقه الحدود على سبيل الشمول (٤٣)

مطلق ومقید کی بحث کا آغاز ''المطلق'' کی تعریف سے کیا ہے۔

المطلق: هوالدال على الماهية من غير قيد بوصف۔ (٤٤)

اسی طرح جتنی بھی اصولی مباحث ہیں ان میں ابتداء تعریف سے کی ہے۔ بعض دیگر انواع میں بھی یہی اسلوب ہے۔

ایک اور اسلوب جو ابن عقیلہ نے انواع کے بیان میں اپنایا ہے وہ یہ ہے کہ نوع کا آغاز براہِ راست کسی حدیث نبوی ﷺ سے کیا ہے، جو اس علم سے متعلق ہے یا کسی بھی طور پر اس نوع سے منسلک ہو سکتی ہے۔ مثلاً ۹۳ ویں نوع جو قرأت سے متعلق ہے اس کا آغاز یوں کیا ہے۔

يقطع قراء ته آية آية (الحمد لله رب العلمين) (٤٥)

بہت سی انواع ایسی ہیں جن میں کسی عالم کے قول سے بحث کا آغاز کیا ہے۔

''علم اسباب نزول'' کی نوع کا آغاز علامہ جعبری کے قول سے یوں کیا ہے۔

قال جعبری رحمہ اللہ تعالیٰ:

نزول القرآن على قسمين قسم نزول ابتداً و قسم نزل عقب واقعه أو سوال۔ انتهى۔(٤٦)

اسی طرح نوع علم ما تکرر نزولہ کا آغاز یوں کیا ہے۔

قال الزرکشی فی (البرهان) وقد ینزل الشی مرتین تعظیماً لشأنه وتذکیراً عند حدوث سببه خوف نسیانه ثم ذکرمنه آیة الروح...... (٤٧)

انواع کے بیان میں ایک انداز یہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنے والوں کے ناموں سے نوع کا آغاز کرتے ہیں۔مثلاً مکی و مدنی سورتوں کے بیان میں قائم کردہ نوع کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔

قد افرد هذا العلم بالتالیف جماعة منهم مکی، والشیخ عبدالعزیز الدیرینی...... (٤٨)

''علم خواص القرآن'' کی ابتداء ان الفاظ میں کی ہے۔

قد أفرد هذا العلم جماعة بتالیف جامعة، منهم الیافعی سمی کتابه "الدرالنظیم فی خواص القرآن العظیم" ومنهم التمیمی، وحجة الاسلام الغزالی......" (٤٩)

ابن عقیلہ نے دیگر کتب فن کے ساتھ ساتھ جس کتاب کو اپنی کتاب کی تبویب و تالیف میں خصوصی توجہ کا مرکز بنایا ہے وہ علامہ سیوطی کی الاتقان فی علوم القرآن ہے اور اس بات کا برملا اظہار اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں بھی کیا ہے۔لہٰذا بہت سی انواع کے آغاز میں ابن عقیلہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیان کردہ نوع علامہ سیوطی کی بیان کردہ نوع سے منفرد ہے یا نہیں اور واضح کرتے ہیں کہ اس موضوع کو علامہ سیوطی نے الاتقان میں انفرادی طور پر بیان کیا ہے، باقاعدہ نوع بنا کر یا پھر ضمناً کسی نوع میں بیان کیا ہے مثلاً نوع علم معرفة الاحرف مقطعات التی فی اوائل السور (۵۰) کے آغاز میں لکھتے ہیں۔

ولم یفرد هذا النوع الحافظ السیوطی رحمه الله تعالیٰ فی "الاتقان" بل ذکره فی نوع المتشابه" (٥١)

اسی طرح وہ انواع جو ابن عقیلہ نے الزیادۃ میں تو بیان کیں ہیں لیکن علامہ سیوطی نے ان کو الاتقان میں موضوع بحث نہیں بنایا ان کا تذکرہ بھی کتاب میں یوں کیا ہے۔

"علم ما اختلف فیه مصحف، اهل الحجاز والعراق والشام بالزیادة والنقصان۔" (٥٢)

اس نوع کے آغاز میں فرماتے ہیں۔

وهذا النوع ایضاًلم یذکره الحافظ السیوطی فی الاتقان۔ (٥٣)

مباحث کے آغاز و ابتداء میں ایک اسلوب یہ ہے کہ اس علم کے لغوی و اصطلاحی معانی سے بحث کرنے

کے بعد اس نوع کے جملہ مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

۵۷ ویں نوع "علم التکبیر" (۵۴) کے عنوان سے ہے۔ اس نوع کی ابتداء میں لفظ تکبیر کے لغوی و اصطلاحی معانی سے بحث کی ہے لکھتے ہیں:

وهو مصدر كبر تكبيراً اذا قال: الله اكبر، و معناه: الله اعظم من كل عظيم (٥٥)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بڑائی اور بزرگی بیان کرنے کے بعد ابن عقیلہ نے تلاوت کے دوران تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے سبب اور محل سے بحث کی ہے۔ سبب کے بارے میں روایت نقل کی ہے:

اماسببه فروينا عن البزى، أن الاصل فى ذلك أن النبى ﷺ انقطع عنه الوحى، فقال المشركون: قلى محمداً ربه، فنزلت سورة (والضحى) فقال النبى ﷺ(الله اكبر) تصديقا لما كان ينتظرمن الوحى و تكذيبا للكفاروامره بعد ذلك أن يكبر اذا بلغ (والضحى) مع خاتمة كل سورة حتى يختم تعظيماً لله تعالىٰ واستصحاباً للشكر وتعظيما لختم القرآن۔" (٥٦)

اس کے بعد اس کے بارے میں علماء کے اقوال و آراء درج کیں ہیں کہ تکبیر کی ادائیگی سورۃ سے پہلے کی جائے یا سورۃ کے اختتام پر اور یہ کہ تکبیر کو سورۃ کے ساتھ وصل کیا جائے یا فصل اور تکبیر کا یہ فصل یا وصل سورت کے آغاز پر ہوگا یا اختتام پر تکبیر کے مباحث کو بیان کرنے کے بعد نوع میں صیغۂ تکبیر کے بارے میں مختلف فیہ اقوال بیان کیے ہیں۔

الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن کی خصوصیات و امتیازات

کتاب الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ فن علوم القرآن پر پہلی کتاب ہے جس میں اس فن کی ۱۵۴ انواع کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ کتاب کی یہ خصوصیت اس کو دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔

i- انواع کی منطقی ترتیب

کتاب الزیادۃ کی ایک اہم خصوصیت اس میں انواع کی ترتیب بندی ہے۔ کتاب میں مؤلف ابن عقیلہ نے انواع کو خاص منطقی ترتیب میں بیان کیا ہے مثلاً۔

ابن عقیلہ نے اپنی کتاب کا آغاز موضوع کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کی حقیقت کے بیان سے کیا

ہے۔اسی مناسبت سے پہلی نوع کا عنوان ''**علم حقیقة القرآن ما ھو**''(۵۷) قائم کیا ہے۔اس کے ذریعے آپ کا مقصد قاری کو قرآن کی حقیقت سے آگاہی کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ قرآن کریم جو تمام علوم کا ماخذ ومنبع ہے اور جس کے فہم و تفہیم کے لیے علوم القرآن تخلیق کیے گئے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟اس حقیقت سے آگاہی کے بعد جو اگلی بات ذہن میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ اس مقدس کلام کا بنی نوع انسان تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ تو یقیناً وہ وحی الٰہی ہے۔لہٰذا حقیقت قرآن کی وضاحت کے بعد کی انواع میں تقدیم وتاخیر کی مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے پہلے وحی کا تعارف اور اس کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ پھر اقسام وحی اور ابتداء وحی پر روشنی ڈالی ہے۔ بعد ازاں وحی کی ہئیت ،نزول وحی، وحی کی مختلف کیفیات اور نزول وحی کے وقت نبی اکرمؐ پر طاری ہونے والی کیفیات کے بارے میں ترتیب وار انواع بیان کی ہیں۔

وحی کی بحث کو مختلف انواع کی صورت میں سمیٹنے کے بعد نزولِ قرآن سے متعلق انواع کو ایک گروہ کی صورت میں ربط، ترتیب اور مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے یکے بعد دیگرے بیان کیا ہے؟ اس میں منطقی اعتبار سے پہلے قرآن کریم کے نبی اقدسؐ کے قلبِ اطہر تک پہنچنے کے مراحل کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد نزول، انزال اور تنزیل کے مابین فرق کی وضاحت کی ہے۔ان انواع کے بعد نزول ہی سے متعلق دیگر انواع مثلاً پہلے نازل ہونے والا حصہ، بعد میں نازل ہونے والا حصہ قرآن، فترة الوحی اور اس کی حکمتیں، مکی و مدنی کا علم وغیرہ جیسی انواع کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ بعد ازاں نزولِ قرآن اور اوقات نزول قرآن کی تمام انواع مثلاً لیلی نہاری،صیفی شتائی، وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔غرض یہ کہ نزول قرآن اور اوقات نزول قرآن سے متعلق تمام کی تمام انواع یا آداب وخواص قرآن والی انواع کا مشاہدہ کتاب الزیادة والاحسان میں کرنا چاہیں تو یہ سب بھی پے درپے ایک ہی مقام پر بیان کی گئی ہیں۔یہی اسلوب رسم الخط یا رسم مصحف میں بھی اپنایا گیا ہے۔ رسم الخط سے متعلق انواع کو جہاں بیان کیا ہے وہیں پر اس سے متعلق تمام مباحث کو بیان کرتے چلے گئے ہیں۔

کتاب الزیادة کی انواع میں ربط وترتیب کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ ابن عقیلہ نے کتاب میں سب سے پہلے فن علوم القرآن کی عمومی مباحث کو اس کے بعد اصولی مباحث کو اور آخر میں لغوی و بلاغی مباحث کو بیان کیا ہے۔ابن عقیلہ کی کتاب الزیادة والاحسان اپنی ترتیب انواع میں سابقہ کتب علوم القرآن سے منفرد اور ممتاز ہے اس کی انفرادیت کا جائزہ لینے کے لیے ماقبل کتب البرھان فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن کی انواع کی ترتیب بندی سے موازنہ ضروری ہے۔

البرھان فی علوم القرآن کی انواع سے موازنہ

علامہ زرکشی آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔علوم القرآن پر آپ کی تالیف البرھان فی علوم القرآن،فن علوم القرآن کی کتب میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب میں آپ نے علوم القرآن کی مختلف مباحث کو۴۷ انواع میں بیان کیا ہے۔اگرچہ یہ ایک مفید،عمدہ اور بیش قیمت کتاب ہےلیکن اس میں انواع کی ترتیب بندی، ان کے درمیان ربط اور مناسبت کا اسقدر اھتمام نھیں کیا گیا۔کتاب کے اس پہلو کا اندازہ مابعد کتب علوم القرآن سے موازنہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

کتاب البرھان فی علوم القرآن میں پہلی نوع سبب نزول کی شناخت کے بیان میں قائم کی گئی ہے۔جس کا عنوان ''معرفۃ اسباب نزول'' (۵۷) ہے۔

ترتیب کا تقاضا تو یہ تھا کہ جیسے کتاب کا آغاز علوم القرآن کی اس اہم بحث سے کیا تھا، یکے بعد دیگرے نزولِ قرآن ہی کی دیگر مباحث کو اس کے فوراً بعد بیان کیا جاتا ،لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب میں ایسا نہیں ہے، مؤلف نے پہلی نوع کے بعد نزول قرآن سے متعلق دیگر انواع کو ۹،۱۰ اور۱۲نمبر انواع میں بیان کیا ہے اور درمیان میں دیگر متفرق مباحث کو بیان کیا ہے۔

اس کے برعکس جب ابن عقیلہ کی کتاب الزیادۃ والاحسان کی انواع کو دیکھا جائے تو اس کتاب میں انواع کی حسن ترتیب اور ان میں ربط ومناسبت اس کی انفرادیت کو نمایاں کرتی ہے۔ابن عقیلہ نے کتاب کا آغاز قرآن کی حقیقت کو بیان کرنے کے بعد متواتر چھ انواع وحی قرآن سے متعلق قائم کی ہیں اور بعد ازاں نوع نمبر ۷ تا ۲۹ نزول قرآن کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ۳۹ تا ۴۵ فضائل قرآن کے بارے میں ہیں۔ ۴۶ تا ۵۱ رسم مصحف سے متعلقہ امور پر مشتمل ہیں۔۵۲ تا ۵۵ حفاظ ورواۃ اور قراء کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ۵۶ تا ۶۱ اسناد کی باریکیوں کی عکاس ہیں۔۶۲ تا ۹۳ قرأت کے اصول وقواعد کے بارے میں بیش قیمت اور نادر معلومات پر مشتمل ہیں۔اس میں ادا کی کیفیات بھی ہیں اور تجوید کی مختلف صورتوں سے بھی مطلع کیا گیا ہے۔یہی وہ وصف ہے جو اس کتاب کو البرھان سے ممتاز کرتا ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن کی ترتیب انواع سے موازنہ

الاتقان فی علوم القرآن، علامہ سیوطی کی علوم القرآن کے فن پر ایک معرکۃ الاراء کتاب ہے جو خاص و عام میں مقبول ہے۔اس کتاب میں علامہ سیوطی نے البرہان فی علوم القرآن للزرکشی پر ۳۳ انواع کا اضافہ فرمایا ہے

اور کل ۸۰ انواع کو پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب انواع علامہ زرکشی کی کتاب کی ترتیب سے قدرے بہتر اور انسب ہے جس کا تذکرہ خود مؤلف علامہ سیوطی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کیا ہے۔

الاتقان کے مقدمہ میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

''جب میں نے یہ کتاب حاصل کی تو مجھے اس کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور میرا عزم ان خیالات کے اظہار پر اور قوی ہو گیا جو میرے دل و دماغ میں موجود تھے اور جس کتاب کی تیاری کا خیال میرے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا میں اس کو نہایت احتیاط کے ساتھ مرتب کرنے میں مصروف ہو گیا۔ بالآخر میں یہ عظیم المرتبت کتاب تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جو بڑے فوائد کی حامل اور ٹھوس کتاب ہے میں نے اس کی انواع کی ترتیب کتاب البرھان سے زیادہ عمدہ اور انسب طریقہ پر کی ہے اور بعض انواع کو بعض کے ضمن میں بیان کیا ہے اور جو وضاحت طلب تھیں ان کو جداگانہ اور مستقل نوع بنا دیا ہے اور اس میں اصول و قواعد اور بہت سی قیمتی معلومات کو جمع کر کے خوبی میں اضافہ فرمایا ہے اور اس کا نام ''الاتقان فی علوم القرآن'' رکھا ہے۔(۵۸)

کتاب الزیادۃ والاحسان کی تیاری میں مؤلف ابن عقیلہؒ نے الاتقان فی علوم القرآن کو ہی مشعل راہ بنایا ہے اور اس کا اظہار کتاب الزیادۃ کے مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

ولما رایت کتابه وما اشتمل علیه من العلوم، ونفائس الفهوم الذی لولم یکن له الا هذا الکتاب لکفاه شرفاً وفخراً، یعلوبه مرتبة وقدراً، حدانی ذلك الی ان احذوعلی منواله، وانسج کتاباً علی مثاله فشرعت فی هذا الکتاب، وأودعت فیه جل مافی الاتقان وزدت علیه قریباً من ضعفه من المسائل الحسان، واخترعت کثیراً من الانواع اللطیفة والفوائد الشریفة، هذا علی سبیل الادماج والاجمال ولو فصلتها لزادت علی اربعمائه نوع وسمیته: "الزیادة والاحسان فی علوم القرآن۔" (۵۹)

اگرچہ استفادہ تو ابن عقیلہ نے الاتقان سے کیا ہے اور اپنی کتاب کی تیاری میں اس کو رہبر و رہنما بھی بنایا ہے مگر اس کے باوجود اس دوران الاتقان میں موجود کمی و کوتاہیوں کو دور کرتے ہوئے اپنی کتاب میں ترتیب اور ربط کو زیادہ بہتر اسلوب میں پیش کیا۔ جس کا اندازہ دونوں کتب کی ترتیب کے موازنہ سے ہوتا ہے۔

اس موازنہ کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر مابعد لکھی جانے والی کتاب اپنی ماقبل لکھی گئی کتب سے کسی نہ کسی صورت میں انفرادی اور امتیازی خصوصیات کی حامل ضرور ہوتی ہے، مثلاً کتاب البرہان للزرکشی بہت سے خصائص کی جامع ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی بہت سی خامیوں سے مرقع تھی جس کا ازالہ کرنے کی سعی علامہ سیوطی نے الاتقان میں کی اور الاتقان کو البرہان سے بہتر اور عمدہ اسلوب میں منظر عام پر لائے۔ الاتقان کے بعد اسی فن پر الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن علمی دنیا میں جلوہ گر ہوئی۔ یقیناً اس کتاب کے مؤلف ابن عقیلہ کے سامنے اس موضوع پر کافی مواد موجود تھا جس سے انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنی ذہانت وفطانت اور علمی قابلیت کی بناء پر اپنی اس کتاب کو عمدہ ترتیب میں جدید انواع کے اضافہ کے ساتھ پیش کیا۔ اسی طرح آپ کی عظیم کاوشوں اور علمی استعداد کی بناء پر یہ کتاب ربط وترتیب میں ماقبل دونوں کتب سے بڑھ کر ہے۔

ii- جدت طرّازی

کتاب الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن کی دیگر خصوصیات کی مانند ایک اہم خوبی جس کی اہمیت سے کسی طور انکار ممکن نہیں اس کی جدت طرازی ہے۔ ابن عقیلہ نے اپنی کتاب میں علوم القرآن کی جو انواع بیان کیں ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو اسی کتاب کا خاصہ ہیں اور اس سے پہلے البرہان فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن میں بیان نہیں کی گئیں مثلاً ''قرآن کی حقیقت کا بیان''، ''وحی کی ابتداء کا علم''، ''حفظ وحی کے وقت نبی اقدسؐ کی کیفیت کا بیان''، ''فترت الوحی کا دورانیہ اور اس کی حکمتوں کا بیان''، ''قرآن مجید کا ثواب انبیاء علیہم السلام وغیرہ کو ہدیہ کرنے کا بیان'' رسم مصحف میں اہل عراق کے اجماع کا بیان'' اہل حجاز، عراق اور اہل شام کے مصاحف میں زیادتی اور کمی کے اختلاف کا بیان'' وغیرہ ایسی ہی بہت سی مباحث کتاب کی جدت کا باعث ہیں۔ آپ نے موضوعات کی مناسبت سے ان انواع کے بیان میں اختصار، تفصیل اور جامعیت کو ملحوظ رکھا ہے ان تمام انواع کی کتاب میں موجودگی کتاب کی اہمیت افادیت اور خصوصیت میں اضافہ کا سبب ہے۔

ابن عقیلہ نے اپنی اس معرکۃ الاراء کتاب میں ایسی بہت سی انواع الگ سے بیان کیں ہیں جن کو الاتقان میں دیگر انواع میں ضم کر دیا گیا تھا۔ پس ابن عقیلہ نے ایسی انواع کو اپنی کتاب میں علیحدہ سے موضوع بنا کر ان کی اہمیت وافادیت کو نمایاں کیا ہے۔ الزیادۃ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے:

الزیادۃ میں نوع ۳۷ قرآن کی جمع وترتیب کا علم نوع ۵۳ مشہور قراء اور ان کے ناموں کا علم نوع ۵۴ ائمہ قراء کے راویوں کا بیان، نوع ۵۵ ان رجال کا علم جن کی سند رسول ﷺ تک پہنچتی ہے۔ یہ کل چار منفرد انواع ہیں

جبکہ علامہ سیوطی نے الاتقان میں ان تمام موضوعات کو فقط ایک نوع ''قرآن کی جمع و ترتیب کا بیان'' میں اختصار سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس ابن عقیلہ نے نا صرف ان تمام کو علیحدہ موضوعات کی شکل دی بلکہ ان تمام مباحث کو امہات کتب کی مدد سے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

iii- علم قراءت کا بیان

کتاب الزیادۃ والاحسان کی ایک اہم خوبی اور انفرادیت اس میں موجود علم قراءت پر مفصل بحث ہے۔ بلاشبہ علم قراءت و تجوید علوم القرآن کی ایک بنیادی شاخ ہے۔ الزیادۃ میں ۳۱ انواع میں اس فن کی باریکیوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ علم قرات کے تعارف سے لیکر اس کے اسناد، ائمہ قراء اور اس کے راویوں کا بیان، معروف قراء کا قرات میں مقبول و مردود اور قراء کے مابین اس کے حصر کے اسباب، اختلاف قراءت کی تراکیب کا علم، تحمل قرآن کی کیفیت، مختلف قراتوں کو جمع و اخذ کرتے کی کیفیات، مد، قصر، تخفیف ہمزہ، ادغام، اظہار، اخفاء اقلاب، امالہ و فتح، نون ساکنہ و نون تنوین، ھاء ے کنایہ، حروف ''ر'' کی تفخیم و ترقیق، یاءات اضافہ کا علم، یاءات زوائد، قراءت کی وجوہ میں قراء کا اختلاف، قراءت کی توجیہہ وغیرہ غرض تمام تر اہم مضامین جو قراءت یا تجوید سے متعلق ہیں ان کو موضوع بحث بنا کر فن قراءت کے اہم اصول و قواعد اور بنیادی نکات کو بیان کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب فن قراءت کے اہم مضامین کی جامع ہے۔

iv- مستند روایات سے استدلال

الزیادہ کی ایک اہم خوبی مؤلف کا طرز استدلال ہے کتاب میں ابن عقیلہ نے مستند ماخذ حدیث سے استفادہ کرنے کی طرف توجہ مرکوز کی ہے۔ استدلال کے ضمن میں مؤلف کا رجحان کتب ستہ کی طرف ہے اس کے علاوہ بہت سی انواع میں موضوع کی مناسبت اور موقع محل کے پیش نظر حاکم کی مستدرک، امام احمد کی مسند، امام بیہقی کی شعب الایمان، اور ابن حجر کی فتح الباری اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

کتاب الزیادۃ کی ایک اہم خصوصیت اس میں موجود تفسیری روایات ہیں۔ یہ اس کتاب کا طرّہٗ امتیاز ہے کہ جس کثرت سے تفسیری روایات کو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ ماقبل کتب فن میں اس طرز و انداز سے تفسیری روایات کو موضوع نہیں بنایا گیا۔

اس کتاب کی نوع ۱۴۶ تفسیری روایات کے بارے میں ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب دیگر کتب پر امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نوع میں ابن عقیلہ نے ۴۰۸ تفسیری روایات کو جن ماخذ و مصادر سے اکٹھا کر کے بیان کیا ہے

اس بارے میں اس سے اگلی نوع میں فرماتے ہیں:

قد اسلفت فی النوع الذی قبل هذا ماصح من التفسير مرفوعاً وموقوفاً و عن الصحابة والتابعين منقولاً من كتب الحديث المعتبره كالبخاری و مسلم والترمذی والنسائی و موطا الامام مالك رحمهم الله تعالىٰ۔" (٦٠)

اگرچہ ابن عقیلہ نے اس مقام پر سنن ابی داؤد کی طرف اشارہ نہیں کیا لیکن اس نوع میں سنن ابی داؤد سے بھی احادیث کو بیان کیا گیا ہے۔ان روایات میں زیادہ تر تعداد صحیحین سے اخذ کردہ ہیں۔ پھر سنن ترمذی کی روایات کثرت سے ہیں۔سنن نسائی اور سنن ابی داؤد سے اخذ شدہ روایات کی تعداد قلیل ہے۔اور موطا امام مالک سے بمشکل ۵ یا ٦ روایات اس نوع کی زینت بنائی گئیں ہیں۔

کتاب میں ۱۴٦ کے بعد نوع ۱۴۷ بھی تفسیری روایات ہی سے متعلق ہے لیکن بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوع دراصل کتاب الاتقان کی نوع "فی طبقات المفسرین" (٦١) سے منقول ہے۔

لہٰذا اس نوع کا مکمل دارومدار الاتقان کی نوع ۸۰ میں بیان کردہ تفسیری روایات پر ہے۔ابن عقیلہ نے ان تفسیری روایات کو بغیر کسی تنقیح وتہذیب کے من وعن اپنی کتاب میں نقل کرلیا۔

۷- فقہی مسائل کا بیان

کتاب الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن اگرچہ فن علوم القرآن پر لکھی گئی کتاب ہے تاہم بعض بعض انواع میں فقہی مسائل کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔مثلاً کتاب کی نوع ۴۳ "علم اهداء ثواب القرآن للانبياء وغيرهم" (٦٢) ہے۔اس پوری بحث میں ابن عقیلہ نے ایک فقہی مسئلہ کو موضوع بنایا ہے کہ کیا عبادات واعمال جیسے صدقہ حج اور قرأت قرآن وغیرہ کا ثواب نبی کریم ﷺ وغیرہ کو ہدیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ ہدیہ کرنا درست ہے؟ اس مسئلہ کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں دلائل اور مختلف آراء واقوال کو بیان کیا ہے۔اس بارے میں ابن عقیلہ کی رائے اہل سنت والجماعۃ کے مذہب کے موافق ہے فرماتے ہیں۔بعض اہل علم نے اس کا انکار کیا ہے کہ ایسا کرنا نامناسب اور ناجائز ہے لیکن آپ کے نزدیک ایسا کرنا صحیح اور ثابت ہے۔اپنے مؤقف کی تائید میں علامہ عینی کا قول نقل کیا ہے۔

قال العينی رحمة الله تعالىٰ: فی شرحه علی (الكنز) عند قول المولف فی باب الحج عن الغير، بعدأن نقل عبارة المولف: وهذا مبنی علی أن للانسان أن يجعل ثواب عمله

لغيره صلاة كان أو صوماً او حجاً او صدقاً او قراء ة قرآن أو ذكر، الى غير ذلك من جميع أنواع البر، وكل ذلك يصل الى الميت وينفعه عند أهل السنة والجماعة۔(٦٣)

یہ مبنی ہے اس پر کہ انسان اپنے اعمال کے ثواب کو غیر کے لیے بنائے۔ نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ، یا قرآن کی قراءت یا ذکر یا اس کے علاوہ نیکی کی کوئی بھی قسم ان سب کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو فائدہ بھی ہوتا ہے......یہی اہل سنت والجماعت کا مؤقف ہے۔

اسی طرح کتاب کی نوع ۹۴"علم احکام المصلی اذا أخطا فی قراء ة" (۶۴) میں نمازی کے لیے احکام کا بیان جب وہ قرآن کی قراءت میں غلطی کرے اس بارے میں فقہی مسائل کو بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں احناف کے نقطہ نظر کو واضح کیا ہے۔ رئیس قاضی خان کا قول اس بارے میں نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

''جب نمازی قراءت میں غلطی کرتا ہے تو وہ ان وجوہ سے خالی نہیں ہوتی: وہ غلطی کرے گا یا تو اعراب میں یا مخفف سے مشدد میں یا مشدد سے مخفف میں یا تو وہ ترک کرے گا مد کو ممدود کے مقام پر یا داخل کرے گا مد کو کسی غیر ممدود کے مقام پر یا کسی حرف کو اس کے مقام پر ذکر نہ کرے گا۔ یا کسی کلمہ کے مقام پر کسی دوسرے کلمہ کو رکھ دے گا۔ یا ایک آیت کے مقام پر کسی دوسری آیت کو رکھ دے گا یا غلطی کرے گا تقدیم کو تاخیر میں یا فصل کی جگہ پر وصل کرے گا اور وصل کی جگہ پر فصل یا غلطی نسبت میں ہوگی۔'' (۶۵)

اسی طرز پر اس نوع میں دیگر اہم تفصیلات بیان کیں ہیں کہ کس قسم کی غلطی سے نماز فاسد ہوگی اور کیسی غلطی سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایسی ہی بہت سی انواع کتاب میں موجود ہیں جن میں فقہی مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے جو بلاشبہ مؤلف کی فقہی بصیرت کا نتیجہ ہے۔

vi- اصولی مباحث

کتاب الزیادۃ والاحسان کا قابل قدر حصہ اصولی مباحث پر مشتمل ہے۔ جو کتاب کی اہم خوبی ہے۔ ابن عقیلہ نے اپنی اس کتاب میں بہت سی ایسی مباحث شامل کیں ہیں جن کا تعلق براہِ راست علم اصول سے ہے جیسے عام و خاص، مطلق ومقید، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، نص و مشکل، مشترک و موؤل وغیرہ۔ ان انواع کی کتاب میں موجودگی کتاب کی اہمیت میں اضافہ کرتی ہیں۔

اصولی مباحث میں ابن عقیلہ کا طرز کلام دیگر مباحث کے طرزِ بیان سے کچھ مختلف دکھائی دیتا ہے۔ آپ

نے کم وبیش تمام اصولی مباحث میں ایک خاص منہج کی پیروی کی ہے مثلاً۔

فقہی یا اصولی مباحث کا آغاز آپ اس علم کی تعریف سے کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس موضوع کے جملہ پہلوؤں کو کہیں اختصار اور کہیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس اسلوب کی وضاحت اس مثال سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

کتاب میں نوع ۱۰۳ کا عنوان "مطلقه و مقیده (٦٦) قائم کیا گیا ہے اور نوع کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے۔

المطلق: هو الدال على الماهية من غير قيد بوصف، وهوای المقيد: كالخاص مع العام، فالعام كالمطلق، والمقيد كالخاص (٦٧)

یعنی مطلق وہ ہے جو بلا کسی قید کے ماہیت پر دلالت کرنے، اور مقید ایسے ہے جسے خاص عام کے ساتھ پس عام مطلق کی طرح اور مقید خاص کی مانند ہے۔ تعریف بیان کرنے کے بعد مطلق و عام میں فرق کو واضح کیا ہے اور مطلق ومقید کی قرآن سے مثالیں بیان کیں ہیں۔

vii- الزیادۃ کے اہم ماخذ ومصادر

الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن ایک فنی کتاب ہے۔ اس کتاب میں بھی دیگر کتب فن کی طرح علوم القرآن کی مختلف مباحث کو یکجا طور پر جمع کیا گیا ہے ان متنوع مباحث کے بیان میں ابن عقیلہ نے بہت سی بنیادی اور اہم کتب سے استفادہ کیا ہے۔ بلاشبہ ہر اچھی کتاب کے ماخذ ومصادر اس کتاب کی اہمیت اور خصوصیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

الزیادۃ میں ابن عقیلہ نے علوم القرآن پر تالیف کردہ کتب سے رہنمائی لینے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون مثلاً علم تفسیر، حدیث، فقہ، لغت و بلاغت وغیرہ کی بھی اہم کتب سے استفادہ کیا ہے۔ مؤلف نے اگرچہ کتاب میں کہیں بھی ان کتب کی فہرست تو نہیں دی۔ البتہ جابجا ان کتب کے حوالے درج کیے ہیں اور بہت سے مقامات پر کتاب اور صاحب کتاب دونوں کا باقاعدہ نام لے کر حوالے پیش کیے ہیں۔ لہٰذا اس مقام پر ان تمام کتب اور ان کے مؤلفین کا احاطہ کیا جانا ممکن نہیں اگر ہر فن کی نمایاں کتب کے نام گنوائے جائیں تو کتب علوم القرآن میں اولین ماخذ الاتقان فی علوم القرآن اس کے علاوہ البرہان فی علوم القرآن، فنون الافنان فی عیون علوم القرآن، لطائف الاشارات لفنون العبارات فی القراءت، التمہید فی علم التجوید، الابانۃ عن معانی القراءات، فضائل القرآن الدر التنظیم

فی فضائل القرآن الکریم والایات الذکر الحکیم، کتاب المقنع، کتاب المحکم وغیرہ شامل ہیں۔ کتب تفسیر میں البحرالمحیط، تفسیر ابن النقاش، تفسیر ابن کثیر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، الکشاف، المحر رالوجیز معالم التنزیل، مفاتیح الغیب وغیرہ ہیں۔ کتب حدیث میں کتب ستہ، شمائل ترمذی، صحیح ابن خذیمہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد، معجمِ ثلاثہ طبرانی، فتح الباری وغیرہ اہم ماخذ ہیں۔ کتب فقہ میں جن کتب سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ ان میں البرھان فی اصول فقہ، شرح الشاطبیہ (کنزالمعانی) فتاوی ابن صلاح، فتاوی التتارخانیہ ہیں۔ کتب لغۃ میں ایضاح المعانی، تسہیل الفوائد و تکمیل المقاصد، تہذیب اسماء واللغات، الصحاح، القاموس المحیط، معجم مقائیس اللغۃ وغیرہ شامل ہیں۔ ابن عقیلہ نے ہر نوع کے مباحث کے اعتبار سے اس فن کی بنیادی اور اہم کتب سے استفادہ کیا اور ان کو آسان اسلوب میں جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ الغرض کتاب الزیادۃ والاحسان کو فن علوم القرآن پر ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) مرادی، ابی الفضل محمد خلیل بن علی بن محمد، سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۷ء، ۴:۳۰

(۲) بغدادی، اسماعیل پاشا، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی، س۔ن، ۲:۹؛ بغدادی، اسماعیل پاشا، ھدیۃ العارفین، اسماء الموئفین واثار المصنفین، بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی، ۱۹۵۰ء، ۲:۳۲۳؛ زرکلی، خیر الدین، الاعلام، بیروت، لبنان: دارالعلم للملایین الطبعۃ الثانیۃ عشرۃ، ۱۹۹۷ء، ۶:۱۳

(۳) ایضاً

(۴) زرکلی، اعلام، ۲:۵۰

(۵) سرکیس، یوسف الیان، معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی المرعشی النجفی، س۔ن، ۱:۵۹۳؛ زرکلی، اعلام، ۱:۲۷۰

(۶) زرکلی، اعلام، ۶:۱۸۴؛ کحالہ، معجم الموئفین، ۹:۱۲۳

(۷) زرکلی، اعلام، ۱:۲۴۲

(۸) بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۱:۴۸۰؛ زرکلی، اعلام ۴:۸۸

(۹) کحالہ، معجم الموئفین، ۲:۳۱۰

(۱۰) بلادی، عاتق بن غیث، نشر الریاحین فی تاریخ البلد الامین، دارمکہ الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۹۴ء، ص ۵۶۲؛ مرادی، سلک الدرر، ۴:۴۶

(۱۱) ایضاً

(۱۲) مرادی، سلک الدرر، ۴:۴۶

(۱۳) ایضاً

(۱۴) بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۲:۳۲۳؛ بلادی، نشر الریاحین، ص ۵۶۲؛ بسام، عبدالوھاب الجابی، معجم الاعلام،

الجفان والجابی للطباعۃ والنشر ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۷ء ص۱۷۳؛ زرکلی، اعلام، ۱۳:۶؛ مرادی، سلک الدرر، ۴۶:۴

(۱۵) بغدادی، ایضاح المکنون، ۳۲:۱؛ بغدادی ھدیۃ العارفین، ۳۲۳:۲؛ کتانی، عبدالحی، فہرس الفہارس والاثبات، بیروت: دارالغرب الاسلامی، س۔ن، س۲۰۸:۲

(۱۶) بلادی، نشر الریاحین، ۵۶۲:۲

(۱۷) بغدادی، ایضاح المکنون، ۲۰۴:۲، بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۵۶۲:۲؛ زرکلی، اعلام، ۱۳:۶؛ کتاب، فہرس الفہارس، ۶۰۷:۲؛ کحالہ، معجم المؤلفین، ۲۶۴:۸؛ مرادی سلک الدرر، ۴۶:۴

(۱۸) بغدادی، ایضاح المکنون، ۱۰۶:۲؛ بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۳۲۳:۲؛ زرکلی، اعلام، ۱۳:۶؛ کتانی، فہرس الفہارس، ۸۶۵:۲

(۱۹) بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۳۲۳:۲؛ بغدادی، ایضاح المکنون، ۶۰۱:۲؛ کتانی، فہرس الفہارس، ۶۰۸:۲؛ مرادی، سلک الدرر، ۴۶:۴

(۲۰) زرکلی، اعلام، ۱۳:۶؛ نشر الریاحین، ۵۶۲:۲

(۲۱) ایضاح المکنون، ۲۶۷:۱؛ ھدیۃ العارفین، ۳۲۳:۲؛ زرکلی، اعلام، ۱۳:۶، کحالہ، معجم المؤلفین، ۳۶۴:۸؛ سلک الدرر، ۴۶:۴

(۲۲) ایضاً

(۲۳) کتانی، فہرس الفہارس، ۶۸:۱، مرادی، سلک الدرر، ۴۶:۴

(۲۴) ھدیۃ العارفین، ۳۲۳:۲؛ سلک الدرر، ۴۶:۴

(۲۵) بلادی، نشر الریاحین، ۵۶۲:۲؛ زرکلی، اعلام، ۱۳:۴

(۲۶) ایضاً

(۲۷) ایضاً

(۲۸) ایضاً، ۱۳:۶

(۲۹) ابن عقیلہ، محمد بن احمد، الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن، ریاض، مرکز تفسیر للدراسات القرآنیہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۲۰۱۱ء، ۹۰:۱، ۹۱

(۳۰) ابن عقیلہ، الزیادۃ والاحسان، ۱:۱۵۲

(۳۱) ایضاً

(۳۲) ایضاً

(۳۳) ایضاً، ۱:۱۶۱

(۳۴) ایضاً

(۳۵) ایضاً

(۳۶) ایضاً ۱:۱۰۲

(۳۷) ایضاً، ۱:۲۴۰

(۳۸) ایضاً، ۱:۱۳۴

(۳۹) ایضاً، ۱:۱۴۳

(۴۰) ایضاً، ۱:۱۴۳

(۴۱) ایضاً، ۵:۱۲۵

(۴۲) ایضاً

(۴۳) ایضاً، ۵:۸۰

(۴۴) ایضاً، ۵:۱۷۴

(۴۵) ایضاً، ۴:۲۴۲

(۴۶) ایضاً، ۱:۲۹۲

(۴۷) ایضاً، ۱:۳۲۸

(۴۸) ایضاً، ۱:۲۰۴

(۴۹) ایضاً، ۲:۳۵۰

(۵۰) ایضاً، ۱:۴۵۳

(۵۱) ایضاً، ۱:۴۵۴

(۵۲) ایضاً ۲:۵۰۲

(۵۳) ایضاً، ۲:۵۰۲

(۵۴) ایضاً، ۳:۳۸۸

(۵۵) ایضاً

(۵۶) ایضاً،۳:۳۸۹

(۵۷) زرکشی،البرھان فی علوم القران،قاھرہ،دارالحدیث،۲۰۰۶ء،ص ۲۸

(۵۸) سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القران، بیروت، دار الکتاب العربی، ۲۰۰۷ء،ص ۲۹

(۵۹) ابن عقیلہ، الزیادۃ والاحسان، ۱: ۹۰-۹۱

(۶۰) ایضاً، ۹:۶

(۶۱) الاتقان ،ص ۲۷۷

(۶۲) ابن عقیلہ، الزیادۃ والاحسان، ۲: ۳۰۸

(۶۳) ایضاً، ۲: ۳۰۸

(۶۴) ایضاً، ۴: ۲۸۶

(۶۵) ایضاً

(۶۶) ایضاً، ۵: ۱۷۳

(۶۷) ایضاً

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆